داداجانؒ بڑے شفیق انسان تھے

حافظ سلمان الحق ابن مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ، متعلم درجہ دوم دارالعلوم حقانیہ

حافظ سلمان الحق جو حضرت شیخ الحدیث کے پوتے صاحبزادہ مولانا حافظ انوار الحق کے بڑے صاحبزادے اور درجہ دوم کے طالب علم ہیں اپنے داداجان سے اظہار عقیدت ومحبت اور بعض اپنے چشم دید مشاہدات بیان کرتے ہیں۔

آہ آج داداجان کو رخصت ہوئے چار سال گزر گئے لیکن ایسا لگ رہا ہے جیسے کل کی بات ہے اور وہ ہم سب کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں اور ابھی کوئی بات شروع کر رہے ہیں۔ داداجان تواضع وہمدردی کے عجیب اوصاف کے حامل بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں دینی غیرت وحمیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ وہ بڑے شفیق انسان تھے جو آدمی بھی داداجان کی محفل میں بیٹھتا تو داداجان اس آدمی سے ایسے ملتے اور گفتگو فرماتے کہ وہ یہ سمجھتا کہ اسی محفل میں حضرتؒ سب سے زیادہ اسے چاہتے ہیں ہم سب سے (بچوں سے) بڑی محبت کرتے تھے۔ عصر سے شام تک وہ مسجد میں بیٹھتے تھے اس تھوڑے سے عرصہ میں سینکڑوں عقیدت مند ملنے کے لیے آتے تھے اس دوران مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب اکثر حضرت کی ذاتی ڈاک اور بعض کتابوں کے مسودات، خطوط لے کر آجاتے جو حضرتؒ کو سناتے حضرت خطوط کے جواب دیتے اور مضامین پر بحث فرماتے حاضرین مستفید ہوتے رہتے میں بچپن میں مسجد میں جناب قاری عمر علی صاحب سے ناظرہ قرآن پاک پڑھتا تھا جس دن میں کوئی پارہ ختم کرتا تو بڑے خوش ہوتے اور کچھ روپے دیتے اور فرماتے جاؤ کچھ مٹھائی لاؤ اور مسجد میں بانٹو۔ شام کی نماز پڑھ کر گھر آتے تو چائے پیتے پھر کچھ مطالعہ کرتے میں رات کو اوپر ان کے بالاخانہ پر جاتا اور ان کے پاؤں دباتا وہ بڑی شفقت سے نصیحتیں فرماتے محبت بھری گفتگو کرتے تھے اور پھر آخر میں کوئی نصیحت کرتے۔ اسلامی تعلیمات ان کے لیے زندگی کا دوسرا نام تھا جس کے بغیر ان کے زندہ رہنے سے مرجانا بہتر تھا اسی لیے تو ہر دفعہ قومی اسمبلی میں پلاٹ، ٹھیکہ اور فنڈ کے بجائے اسلام کا نام لیا وہ پاکستان بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے نفاذ کے آرزومند تھے وہ اللہ اور اس کے رسول آخر وعظم کی ایک ایک ہدایت کو ابدی سمجھتے اور اس میں تمام دکھوں کا مداوا ڈھونڈتے مذہب نے انہیں بے نیازی بخشی اور ان کی شخصیت کو رفیع اور بلند و بالا کر دیا۔ دولت سے دور اکبر سے بے نیاز اجلی اور پاکیزہ شخصیت وہ باقاعدہ قرآن کی تلاوت فرماتے، پیغمبرؐ آخر الزمان کا تذکرہ ہوتا تو اشکبار ہو جاتے وہ بڑے سادہ اور امن پسند انسان تھے ان کے چہرے پر نورانیت ہی ایسی تھی کہ جو دیکھتا بار بار ملنے کو بے تاب رہتا۔ کم گو انسان تھے عید کے دن ہم سب بچے ان کے پاس جاتے وہ سب بچوں سے بڑے پیار سے ملتے اور پھر سب کو عیدی دیتے جب ۱۹۸۵ء میں وہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تو جب بھی اجلاس کے لیے اسلام آباد جاتے اکثر مجھے ساتھ لے کر جاتے تھے۔ ایک دفعہ میں (سلمان الحق) اور میرا کزن (ارشد علی) ان کے ساتھ گئے تو وہاں پر ہمارا کسی بات پر جھگڑا ہوا دو دن بعد انہیں معلوم ہوا تو ہم دونوں کو بلا کر کہا کہ جلدی صلح کر لو۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لیے تین دن سے زیادہ کدورت نہیں رکھنی چاہیے۔ اسلامی تعلیمات میں اس کی شدید مذمت آتی ہے۔ بیماری کے عالم میں بھی اکثر کہتے کہ میرے لیے دارالعلوم جانے کا بندوبست کرو میں نے جا کر طالبعلموں کو پڑھانا ہے۔ تقریر کرنے کے لیے بیٹھ جاتے تو لوگ تنگ ہونے کے بجائے خوش ہوتے۔ ان کی تقریر میں اکثر خوش طبعی بھی ہوتی تھی۔ ۱۹۸۵ء میں جب الیکشن جیتے تو خود ایک جگہ بھی نہیں گئے۔ لیکن پھر بھی لوگوں کو ان سے اتنی عقیدت تھی کہ لوگوں نے دیکھے بغیر ووٹ دیئے اور وہ اڑتیس ہزار ووٹوں سے جیتے اسی لیے تو ایک دفعہ جب

صوبہ سرحد کے وزیرِ اعلیٰ جناب نصر اللہ خاں نے ان سے شکست کھائی نصر اللہ خاں نے بھٹو صاحب کے اس سوال کے جواب میں کہ آپ وزیرِ اعلیٰ ہو کر کیوں ہارے؟ کہا کہ میرے مقابلے میں تو فرشتہ کھڑا تھا میں اس سے کیسے جیت سکتا تھا اگر آپ کھڑے ہوتے تو آپ بھی ہار تے۔ اس بات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ لوگوں میں کتنے مقبول تھے۔

انہوں نے اپنے پیچھے بے شمار عقیدت مندوں کو روتے بلکتے چھوڑا۔ اپنے ابائی گھر والے مسجد میں رہنے والے طالبعلموں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ کھانے کا وقت ہوتا تو ہم سے کہتے کہ جاؤ اور ان سے پوچھ کر آؤ کہ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے رمضان شریف میں ساری ساری رات جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور روتے رہتے اور دعا کرتے رہتے کمزوری اور بیماری میں بھی ڈاکٹروں کے منع کرنے کے باوجود روزہ رکھتے رہتے۔

آپ کا وجود اقدس خداوند تعالیٰ کے نزدیک برکت کا اساس تھا افغانستان کے تمام علماء اور علوم دینیہ کے طلباء جن کی تعداد لاکھوں میں ہے آپ کی عقیدت اور خلوص کا مرکز تھے۔ سب مجاہدین اور قائدین آپ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے درخت ہیں۔ اس جہاد کی بنیاد بھی حقیقت میں آپ نے اور آپ کے مخلص تلامذہ نے رکھی اس لیے تو مجاہد رہنما جن میں سخت کوش اور خیال پرست رہنما بھی شامل ہیں آپ کا نام احترام سے لیتے ہیں۔

اپنے اساتذہ سے بڑی محبت فرماتے تھے جن میں سب سے زیادہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحؒ سے محبت کرتے تھے اکثر ان کی باتیں کرتے رہتے تھے صبر کا مجسمہ تھے جس کا اندازہ اس بات سے لگ سکتا ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں میں (سلمان الحق) اور راشد الحق گھر میں کھیل رہے تھے کہ باہر گھر کے دروازے پر ایک مہمان نظر آیا (جو کہ پاگل تھا لیکن ہمیں بعد میں پتہ چلا) ہم اسے حضرت شیخ کے پاس لے کر چلے گئے وہ پاگل ڈیڑھ گھنٹہ تک اوٹ پٹانگ باتیں کرتا رہا لیکن مجال ہے جو حضرت شیخ رحؒ نے ان کی طرف ٹیڑھی نظر سے دیکھا بھی ہو یا چہرے پر کبیدہ خاطری کے آثار ظاہر ہوتے ہوں بس اسکی باتیں سنتے رہے مگر ہم سے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ کس کو لئے آئے ہو۔ بیماری کے عالم میں بھی مہمان سے ضرور ملتے میں نے زندگی میں بہت سے بزرگ عالم دین دیکھے ہیں لیکن ان جیسا آدمی میری نظروں سے ابھی تک نہیں گزرا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

از عرفان الحق حقانی بنیرہ حضرۃ شیخ الحدیث
متعلم دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

پھول اور خوشبو!

- وہ ایک پھول تھا
جس نے اپنی خوشبو کی مہک سے ایک جہان کو معطر کیا
- وہ علم و عرفاں کا
وہ زہد و تقویٰ کا
بلند و بالا مینارہ نور تھا۔
جس نے ہزاروں افراد کو نورِ علم سے منور کیا
- وہ جہد مسلسل کا نام تھا
جس کی شبانہ روز مساعی سے جہاد افغانستان
ہاں جہاد افغانستان
کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوا
- وہ کردار کا غازی تھا
جس کے کردار اور سیرت اخلاق نے ایک عالم کو
ایک دنیا کو ایک جہاں کو اپنا گرویدہ بنایا
- وہ کیا گئے؟
کہ علم و فضل، زہد و تقویٰ، ایمان و عرفان
حلم و حیا اور جود و سخا کی دنیا کو سونی کر گئے
آج نہ صرف ہم
بلکہ تمام عالم
ان کے سانحۂ ارتحال اور واقعہ وصال سے
دورِ یتیمی سے گزر رہا ہے
اے خدا بار الٰہی
تیرے حضور غمزدہ عرفان دست بدعا ہے
کہ ہمیں اپنے عظیم دادا کے
نقوشِ پا پر چلنے کی سعادت سے
بہرہ ور فرما۔
آمین

کوئی حریف گداز نہاں نہیں ملتا
مذاق غم کا مجھے رازداں نہیں ملتا